۴۔ بمبئی سے احمد نگر تک

مولانا ابوالکلام آزاد

پہلی بات : ہمارا ملک انگریزوں کی غلامی سے ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا لیکن اس آزادی کی خاطر ہمارے رہنماؤں کو کس قدر قربانیاں دینی پڑیں اور عوام نے کیا کیا مشقتیں جھیلیں، اس کا ہمیں اندازہ نہیں ہے۔ ۸/اگست ۱۹۴۲ء کو 'بھارت چھوڑو' تحریک کا آغاز ہوا اور ہمارے بہت سے لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ بعض مجاہدینِ آزادی نے جیلوں میں اپنے حالات قلم بند کیے تھے۔ تحریکِ آزادی کے ایک بلند مرتبہ رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے خطوط میں قید کے دوران جیل کے حالات اور اپنے تجربات بیان کیے ہیں۔ ذیل کا خط ان کی کتاب 'غبارِ خاطر' سے ماخوذ ہے۔ انگریز حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد کو ۹/اگست ۱۹۴۲ء کو 'بھارت چھوڑو' تحریک کے آغاز کے وقت ممبئی میں گرفتار کیا اور احمد نگر کے قلعے میں نظر بند کر دیا تھا۔ مولانا نے اس خط میں ''بمبئی سے احمد نگر تک'' کی روداد سفر نامے کے انداز میں لکھی ہے۔

جان پہچان : مولانا ابوالکلام آزاد کا پورا نام محی الدین احمد تھا۔ وہ ۱۱/نومبر ۱۸۸۸ء کو مکے میں پیدا ہوئے۔ وہ بڑے مجاہدِ آزادی، عالمِ دین، مفسرِ قرآن، سیاسی رہنما اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آزادی کی جدوجہد کے دوران کئی مرتبہ قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں۔ آزادی کے بعد وہ ملک کے پہلے وزیرِ تعلیم مقرر ہوئے۔ انھوں نے قلعۂ احمد نگر کی قید کے دوران اپنے دوست نواب صدر یار جنگ اور مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے نام جو خطوط لکھے وہ 'غبارِ خاطر' کے نام سے شائع ہوئے۔ ۲۲/فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

حسبِ معمول چار بجے اٹھا لیکن طبیعت تھکی ہوئی اور سر میں گرانی سخت تھی۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈال کر چائے پی اور قلم اُٹھایا کہ بعض ضروری خطوط کا مسودہ لکھ لوں جو رات کی تجویز کے ساتھ پریسیڈنٹ روز ویلٹ وغیرہ کو بھیجنا طے پایا تھا۔ سامنے سمندر میں بھاٹا ختم ہو چکا تھا۔ رات کی اُمس بھی ختم ہو گئی تھی۔ اب جوار کی لہریں ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور ہوا کے ٹھنڈے اور نم آلود جھونکے بھیجنے لگی تھیں۔

بے اختیار ہو کر قلم رکھ دیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ پھر اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے سڑک پر موٹر کاریں گزر رہی ہوں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ کئی کاریں مکان کے احاطے میں داخل ہو گئی ہیں اور اس بنگلے کی طرف جا رہی ہیں جو مکان کے پچھواڑے میں واقع ہے اور جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔ پھر خیال ہوا میں خواب دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد گہری نیند میں ڈوب گیا۔ شاید اسی حالت میں دس بارہ منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے میرا پیر دبا دیا۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دھیرو ایک کاغذ ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے، ''دو فوجی افسر ڈپٹی کمشنر پولس کے ساتھ آئے ہیں اور یہ کاغذ لائے ہیں۔'' گو اتنی ہی خبر میرے لیے کافی تھی مگر میں نے کاغذ لے لیا۔

میں نے دھیرو سے کہا، ''مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔ ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔'' پھر غسل کیا، کپڑے پہنے،

چند ضروری خطوط لکھے اور باہر نکلا تو پانچ بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے۔ کار باہر نکلی تو صبح مسکرا رہی تھی۔ کار وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی تو اس کا پچھلا حصہ ہر طرف سے فوجی پہرے کے حصار میں تھا اور اگرچہ لوکل ٹرینوں کی روانگی کا وقت گزر رہا تھا لیکن مسافروں کا داخلہ روک دیا گیا تھا۔ صرف ایک پلیٹ فارم پر کچھ ہل چل دِکھائی دیتی تھی کیونکہ ایک انجن ریسٹورنٹ کار کو ڈھکیل ڈھکیل کر ایک ٹرین سے جوڑ رہا تھا۔ معلوم ہوا یہی کاروانِ خاص ہے جو ہم زندانیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بعض احباب جو مجھ سے پہلے پہنچائے جا چکے تھے ان کے چہروں پر بے خوابی اور ناوقت کی بیداری بول رہی تھی۔ کوئی کہتا تھا، ''رات دو بجے سویا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔'' کوئی کہتا، ''بہ مشکل ایک گھنٹا نیند کا ملا ہوگا۔'' میں نے کہا، ''معلوم نہیں سوئی ہوئی قسمت کا کیا حال ہے؟ اسے بھی کوئی جگانے کے لیے پہنچا یا نہیں۔'' ساڑھے سات بج چکے تھے کہ ٹرین نے کوچ کی سیٹی بجائی۔ بمبئی میں جو افواہیں گرفتاری سے پہلے پھیلی ہوئی تھیں ان میں احمد نگر کے قلعے اور پونہ کے آغا خان پیلس کا نام یقین کے ساتھ لیا جا رہا تھا۔ جب کلیان اسٹیشن سے ٹرین آگے بڑھی اور پونہ کی راہ اختیار کی تو سب کو خیال ہوا غالباً منزل پونہ ہی ہے۔ لیکن جب پونہ قریب آیا تو ایک غیر آباد اسٹیشن پر صرف بعض رفقا اُتار لیے گئے اور بمبئی کے مقامی قافلے کو بھی اُترنے کے لیے کہا گیا مگر ہم سے کچھ نہیں کہا گیا۔ اب احمد نگر ہر شخص کی زبان پر تھا کیونکہ اگر پونہ میں ہم نہیں اُتارے گئے تو پھر اس رُخ پر احمد نگر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب نے جو انھی اطراف کے رہنے والے ہیں، بتلایا کہ پونہ اور احمد نگر کا باہمی فاصلہ سترّ اسّی میل سے زیادہ نہیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ دو ڈھائی گھنٹے کا سفر سمجھنا چاہیے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ملک کے تقریباً تمام تاریخی مقامات دیکھنے میں آئے مگر قلعۂ احمد نگر دیکھنے کا کبھی اِتفاق نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ جب بمبئی میں تھا تو قصد بھی کیا تھا مگر پھر حالات نے مہلت نہ دی۔ یہ شہر ہندوستان کے ان خاص مقامات میں ہے جن کے ناموں کے ساتھ صدیوں کے انقلابوں کی داستانیں وابستہ ہوگئی ہیں۔ پہلے یہاں بھینگر نامی ندی کے کنارے ایک اِسی نام کا گاؤں آباد تھا۔ پندرھویں صدی مسیح کے آخر میں جب دکن کی بہمنی حکومت کمزور پڑ گئی تو ملک احمد نظام الملک بھیری نے علمِ استقلال بلند کیا اور بھینگر کے قریب احمد نگر کی بنیاد ڈال کر جنّر کی جگہ اسے شہر بنایا۔ اس وقت سے نظام شاہی مملکت کا دار الحکومت یہی مقام بن گیا۔ چند برسوں کے اندر اس شہر نے وہ رونق و وسعت پیدا کر لی تھی کہ بغداد اور قاہرہ کا مقابلہ کرنے لگا تھا۔ یہی احمد نگر کا قلعہ ہے جس کی سنگی دیواروں پر برہان نظام شاہ کی بہن چاند بی بی نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگار زِمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔

دو بجنے والے تھے کہ ٹرین احمد نگر پہنچی۔ اسٹیشن میں سنّاٹا تھا۔ صرف چند فوجی افسر ٹہل رہے تھے۔ انھی میں مقامی چھاؤنی کا کمانڈنگ آفیسر بھی تھا جس سے ہمیں ملایا گیا۔ ہم اُترے اور فوراً اسٹیشن سے روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن سے قلعے تک سیدھی سڑک چلی گئی ہے۔ راہ میں کوئی موڑ نہیں ملا۔ میں سوچنے لگا کہ مقاصد کے سفر کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ جب قدم اُٹھا دیا تو پھر کوئی موڑ نہیں ملتا۔ اگر مڑنا چاہیں تو صرف پیچھے ہی کی طرف مڑ سکتے ہیں لیکن پیچھے مڑنے کی راہ یہاں پہلے سے بند ہو جاتی ہے۔

اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ کی ہوگی۔ قلعے کا حصار پہلے کسی قدر فاصلے پر دِکھائی دیا۔

پھر یہ فاصلہ چند لمحوں میں طے ہوگیا۔ اب اس دنیا میں جو قلعے سے باہر ہے اور اس میں جو قلعے کے اندر ہے، صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ چشم زدن میں یہ بھی طے ہوگیا اور ہم قلعے کی دنیا میں داخل ہو گئے۔ غور کیجیے تو زندگی کی تمام مسافتوں کا یہی حال ہے۔ خود زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ بھی ایک قدم سے زیادہ نہیں ہوتا۔

معانی و اشارات

گرانی	بھاری پن	Heaviness
مسودہ	لکھا ہوا کاغذ	Manuscript
اُمس	ماحول کا بھاری پن	Sultry condition
جوار بھاٹا	مد و جزر	High and low tides
حصار	احاطہ، گھیرا	Fence, boundary
زندانی	قیدی	Prisoner
کوچ	روانگی	Embarkment
قصد	ارادہ	Intention, Plan
دارالحکومت	راجدھانی	Capital
عَلَمِ استقلال	اپنے پکے ارادے کا جھنڈا	Flag of consistency
عزم و شجاعت	پکا ارادہ اور بہادری	Bravery
کندہ کرنا	کھودنا	Carve
چشم زدن میں	پلک جھپکتے ہی	In a wink of eye
مسافت	فاصلہ	Distance

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے خاکہ مکمل کیجیے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

- پیدائش → ....
- اصل نام → ....
- انتقال → ....

✧ سبق کی مدد سے مولانا آزاد کی گرفتاری کے دن کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

حسبِ معمول میں

- بیدار ہوئے — (........)
- تیار ہوکر باہر نکلے — (........)
- ٹرین نے کوچ کی سیٹی بجائی — (........)
- احمد نگر پہنچے — (........)

✧ **ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔**

۱۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈالیں۔
(جملے میں مبتدا اور خبر پہچان کر لکھیے)

۲۔ جس کی سنگی دیواروں پر <u>چاند بی بی</u> نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگار زمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔
(خط کشیدہ اسم کی قسم پہچانیے)

۳۔ جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔
(جملے میں فعل کو خط کشیدہ کیجیے)

۴۔ اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ <u>دس بارہ</u> منٹ کی ہوگی۔ (خط کشیدہ صفت پہچانیے)

۵۔ میں نے دھیرو سے کہا، ''مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا، ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔''
(''مجھے .... کریں۔'' اس جملے میں استعمال کی گئی علاماتِ اوقاف کے نام لکھیے)

✧ مولانا آزاد کے بے اختیار ہوکر قلم رکھ دینے کا سبب بیان کیجیے۔

✧ سبق میں بیان کیے گئے سمندر کے منظر کو اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✧ فوجی افسروں کی آمد کے بعد مولانا آزاد کی مصروفیت قلم بند کیجیے۔

✧ ناوقت کی بیداری پر مولانا آزاد اور ان کے رفقا کے تبصرے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✧ بمبئی سے احمد نگر تک مولانا ابوالکلام کے سفر کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

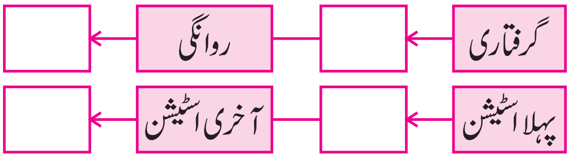

✧ نظر بند کرنے کے لیے احمد نگر قلعہ لے جانے پر مولانا کے تاثرات تحریر کیجیے۔

✧ احمد نگر کی خصوصیات سے ذیل کے شبکی خاکے کو مکمل کیجیے۔

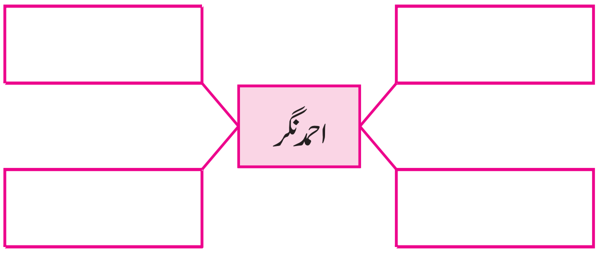

✧ سبق میں مولانا ابو الکلام نے تین جگہوں پر اپنے ذاتی تاثرات بیان کیے ہیں، انھیں تلاش کر کے نقل کیجیے۔

✧ احمد نگر کے قلعے کی تاریخی حیثیت پر پانچ جملے لکھیے۔

✧ ذیل کے جملے سے ایسا سوالیہ جملہ ترتیب دیجیے جس کا جواب جملے کے خط کشیدہ الفاظ ہوں۔

۱۔ مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔

۲۔ ٹرین احمد نگر پہنچی۔

۳۔ نظام الملک بھیری نے احمد نگر کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ رات دو بجے سو یا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔

۵۔ زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ ایک قدم سے زیادہ نہیں۔

✧ سبق سے اسم خاص اور اسم عام کی پانچ پانچ مثالیں لکھیے۔

✧ ذیل کے واحد کی جمع اور جمع کے واحد سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ رفیق	۲۔ مقام	۳۔ مقصد
۴۔ خط	۵۔ طرف	۶۔ عزائم
۷۔ حال	۸۔ مسافت	۹۔ مسودات
۱۰۔ داستان		

تحریری سرگرمی

✧ تاریخی مقامات کی حفاظت/تاریخی ورثے کی حفاظت کے لیے پانچ مخصوص نعرے لکھیے۔

✧ کسی تاریخی یا تفریحی مقام کی سیر کی روداد لکھیے۔

✧ اپنے کزن کے نام خط لکھیے اور تعلیمی سیر کے بارے میں معلومات دیجیے۔

✧ سبق 'بمبئی سے احمد نگر تک' پڑھ کر اپنی ذاتی ڈائری لکھیے۔

عملی قواعد

جملے کی قسمیں (Types of sentence)

بیانیہ جملہ (Narrative sentence)

ان جملوں کو پڑھیے۔

رات کی اُمس ختم ہو گئی تھی۔

لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔

کسی نے میرا پیر دبا دیا۔

کاروکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی۔

ان جملوں سے ہمیں کچھ پتا چلتا ہے مثلاً پہلے جملے سے رات کی ایک خاص حالت کے ختم ہونے کی خبر ملتی ہے۔ مثالوں کے دوسرے جملے بھی یہی کچھ بتاتے ہیں۔ ایسا جملہ جس سے کسی واقعے کی خبر ملتی ہو، **'بیانیہ جملہ'** (narrative sentence) کہلاتا ہے۔